Journal of Urdu Literature and Indigenous Languages(Julil)
www.julil.org
editor@julil.org
Volume 4, Issue 2, (July to December 2025)
ISSN Online: 3005-978X
ISSN Print: 3005-9771

سرائیکی شعری ادب میں حب الوطنی کے تصورات

Concepts of Patriotism in Saraiki Poetry

ذی وقار نجیب
لیکچرار، شعبہ پاکستانی زبانیں، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد
عمر خان
ایم فل اسکالر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور
عارفہ ممتاز
ایم فل اسکالر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

Zee Waqar Najeeb
Lecturer, Department of Pakistani languages, Allama Iqbal Open University, Islamabad
Umar Khan
M. Phil Scholar, Islamia University, Bahawalpur
Arifa Mumtaz
M. Phil Scholar, Islamia University, Bahawalpur

Abstract:
The concepts of patriotism in Saraiki literature come out as a comprehensive and diverse literary attitude, reflected freely in national anthems, patriotic songs, cultural songs, religious hymns, qawwalis, as well as in essays, articles, and creative, research, and critical discussions. These literary facts not only reflect national identity, collective consciousness, and cultural values, but also give literary expression to historical experiences, political awareness, and social sentiments. The concept of patriotism in Saraiki literature is not limited only to geographical affiliation; it also encloses elements of cultural harmony, religious tolerance, national unity, and humanity. The present study analyzes these various literary expressions of patriotism and attempts to clarify how Saraiki literature presents feelings of attachment to the homeland with intellectual depth and artistic beauty, playing a significant role in awakening the reader's consciousness and strengthening national identity.
Keywords: Patriotism, Saraiki, Poetry, Anthems, Religious hymns, Identity, Collective consciousness, Unity, Humanity, Homeland

حب الوطنی یا سادہ لفظوں میں وطن سے محبت، ایک ایسا جذبہ ہے جس کی بنیاد وفاداری اور خالص نیت ہے۔ ایک ایسا احساس جس کا تعلق صرف لفظوں سے ہی نہیں بلکہ اعمال سے بھی ہے۔ یہی احساس، یہی رویہ کسی بھی قوم و ملک کے خوشحال ہونے اور ترقی کی منازل طے کرنے میں اساس فراہم کرتا ہے۔ وطن سے محبت ادب کے بڑے رجحانات میں سے ایک ہے۔ حب الوطنی کے تناظر میں لکھا گیا قومی ادب ہمیشہ کسی بھی قوم کی امنگوں، خواہشوں، وسیبی اور ملکی بھلائی کے تقاضوں کو نشابر کرنے میں مددگار ہوتا ہے

اور ساتھ ساتھ اس قوم کے معاشرتی مفادات اور عمرانی تقاضوں کا بھی علمبردار ہوتا ہے۔ کسی بھی قوم کا ادب اس کی طبیعت اس کے مزاج، اور ثقافت کو ظاہر کرتا ہے۔ پاکستانی قومی ادب کا تعلق قومی، دینی اور مذہبی عقائد کی ضرورتوں سے جڑا ہوا ہے۔ قومی ترانے، ملی نغمے، ثقافتی گانے، مذہبی بھجن، قوالیاں، مضامین، مقالے، تخلیقی، تحقیقی اور تنقیدی مباحث میں یہ ادبی پہلو بھرپور انداز میں ملتا ہے۔ قیامِ پاکستان سے پہلے ہی وطن کی محبت میں لکھے گئے فن پارے وجود میں آنا شروع ہو گئے تھے۔ اردو کے ساتھ ساتھ قومی زبانوں میں بھی حب الوطنی کا اظہار شعراء اور ادباء نے بھرپور انداز میں کیا ہے۔ سرائیکی ادب نے بھی معاصر ادب کی طرح اس موضوعِ سخن میں اپنا حصہ سانجھا کیا ہے۔

یہ ادب پاکستانی قوم کے فکری نظریات سے بھرپور تھا۔ اس طرح کے قومی موضوعات چھوٹے بڑے شہروں، قصبوں، دیہاتوں اور بستیوں میں رہنے والے ادیبوں اور شاعروں کو اپنی مرکزیت کی وجہ سے ایک دوسرے سے جوڑتے ہیں۔ ایک دوسرے کی ثقافت و تہذیب کا احترام کرتے ہوئے باہمی سمجھ بُوجھ اور بھائی چارے کی فضا قائم کرتے ہیں۔ اس طرح کا ادب اتفاق رائے، مطابقت، موافقت، اتحاد، امن اور یکجہتی جیسے رنگوں سے سجا سنورا ہوتا ہے۔ اصل حب الوطنی ہی یہی ہے کہ اپنی دھرتی میں بگاڑ اور انتشار کو روکنے کے لیے ہر فرد اپنا کردار ادا کرے۔ اسی ضمن میں سرائیکی شاعری سے ایک بند ملاحظہ فرمائیں:

ہے گل رنگ بھوئیں ساڈا مثلِ چمن
ہے جنت دا ٹکڑا اساڈا وطن
ہے پنجاب تے سندھ پختون خواہ
بلوچستان گلگت وی ہِن واہ واہ
ہے کشمیر وادی وی جنت نظیر
ہے چشمے دا پاݨی جیویں ہووے کھیر
اتھاں دریا میدان تے ہِن پہاڑ
اتھاں سخت سردی گُراڑا ہے ہاڑ (۱)

شاعری ایک لطیف اور حساس جذبہ ہے جو اپنے آس پاس رونما ہونے والے حالات و حادثات سے اثر لے کر جذبات و کیفیات کو لفظی جامہ پہناتی ہے۔ جہاں حب الوطنی انسانی فطرت میں شامل ہوتی ہے وہیں حریت استحقاق ہے اور دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ اپنے وطن سے محبت کے ترانے کسی بھی ادب کے بڑے رجحانات میں شمار ہوتے ہیں، اسی وجہ سے اس موضوع کا اظہار قاری کے لیے بھرپور جوش و جذبے کا باعث بنتا ہے۔ ایک شاعر جن سماجی حالات کا سامنا کرتا ہے اس کے اشعار اسی معاشرے کا بیانیہ ہوتے ہیں اور اسی پسِ منظر سے وہ وطن کی محبت کے استعارے ڈھونڈ نکالتا ہے۔ سرائیکی شعراء بھی اپنی دھرتی، اپنے قومی رہنماؤں اور ہیروز سے جُرأت اور دلی وابستگی کا اظہار اپنے کلام میں اسی تناظر میں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس ضمن میں جگ مشہور سرائیکی شاعر غلام حیدر خان یتیم جتوئی کا ایک بند دیکھیں:

بݨ اقبال اقبال ٻیا اقبال دا چمکیا تارا
دنیا کر اقبال ٻئی اقبال دا ݙیکھ نظارا
خواب ݙٹھا اقبال اول کہ پاک وطن ہیا بنڑدے

ہک ڈینہ بݨ اسلام ویسی اسلامی تخت ہزارا

سچا خواب تھیا اقبال رب ڈتی منظوری

مر مر کے دل زندہ ہویا پاک وطن دا یارا (۲)

سرائیکی شعراء نے قومی ادب تخلیق کرتے ہوئے اس بات کا بھی خصوصی خیال رکھا ہے کہ وطن، دین یا قومی مسائل پر قلم کاری کرتے ہوئے موضوع کی موافقت اور مخالفت میں شدت یا کمی اختیار نہ کریں، تاکہ مسائل پیدا نہ ہوں۔ تحمل کے ساتھ بات پیش کی جائے تاکہ آپس میں محبت اور بھائی چارے کی فضاء پھلے پھولے۔اور صرف یہی نہیں کہ اپنے دین کی تبلیغ پر ہی ادب کو محدود کر لیا جائے بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی قومی دھارے میں ساتھ جوڑا جائے، کیوں کہ ملک و قوم کی تعمیر اور ترقی میں وہ بھی برابر کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اُن کی ثقافت اور مذہبی تہوار ہمارے سماج کو جو رنگا رنگی عطا کرتے ہیں اُس کی مثال قابلِ دید ہے۔ جیسے مدثر بھارا کا ایک بند دیکھیں جو ہولی بارے لکھتے ہیں:

ڈینہ ول آیا ہولی دا

رنگیں بھری رنگولی دا

مُکھ ملتان دی ٻولی دا

ٹِکڑے ڈھوڈھے لولی دا

ہوکا مائی دی جھولی دا

ڈھول وڄے پیا ڈھولی دا

جھمر کھیڈدے کولھی دا

ڈینہ ول آیا ہولی دا (۳)

کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لیے معاشرے میں موجود طبقات کی اجتماعی کوشش درکار ہوتی ہے۔ ملکی ترقی کے لیے نہ صرف کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے کی ضرورت ہے بلکہ اس اعلیٰ و ارفع مقصد کے حصول کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔"جتھ پیر اُتھ خیر" یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے، جب ہماری نیتیں صاف اور عمل کھرے ہوں۔ ہم ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں، سنگت ایک دوسرے سے مخلص ہو، ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھی ہوں، خیر خواہی ہو مگر وطن کی بھلائی خوشحالی اور ترقی کا جذبہ سب سے اوپر ہو۔ وطن کی بھلائی، سلامتی اور ترقی کے لیے صرف دعائیں ہی نہیں کرنی ہوتیں بلکہ اپنے کردار سے بھی اس کو ثابت کرنا ضروری ہے، تبھی اقوام ترقی کے دھارے میں شامل ہوتی ہیں۔ اس کے لیے آپس کا اتحاد بہت ضروری ہے، اس ضمن میں ریاض خاکوانی کی صلاح دیکھیں، جو لکھتے ہیں:

رب کرے رہے دائم اتحاد ہمیشہ

رہے ملک ساڈا حشر تلک شاد ہمیشہ

اٖ وعدہ کرو ملک دی سبھ شان ودھیسو

تعمیر تے خوشحالی کیتے کمراں اے ٻدھیسو

تنظیم و اخوت ڈو قدم اپݨے ودھیسو

سب رہوو ریاض اللہ کرے شاد ہمیشہ (۴)

پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جو دنیا خاص طور پر یہود و نصاریٰ کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے۔ ساری دنیا اپنے پرائے اسے کمزور کرنے کے لیے دہشت گردی جیسے مسائل پیدا کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ کمزور معیشیت اور مہنگائی اپنی جگہ لیکن متوسط طبقہ قانون اور انصاف کی بالادستی چاہتا ہے۔ ایسا نظام ہو جس کے ذریعے ہر کسی کے لیے انصاف کی بنیادی سہولتیں آسانی سے میسر ہوں۔ عیدیں، جشن، تہوار، میلے ٹھیلے، رسوم و روایات، بزرگانِ دین کے عروس اور ثقافتی تقریبات کسی بھی خطے کی تہذیب و ثقافت اور روایات و اقدار کے مظہر ہوتے ہیں۔ موجودہ نظام میں عام طبقہ دہشت گردی، بے روزگاری، انصاف کی عدم فراہمی جیسے مسائل سے براہ راست متاثر ہوا ہے۔ انہی حالات میں ایک عام اور غریب الحال فرد کا اپنے دینی تہوار کو منانے کا اظہار یہ کچھ اس طرح ہے۔ بقول شباب بلوچ:

عید

تیئں آکھیے عید مبارک دا

کیا وی ٹ چدھاروں چُپ تھی ْنِ

یا عادل ہہ ْے کُرسی تے

میں ظرف ضمیر دا قاتل نئیں

جو ·بیٹھا رات کوں ڈینہ آکھاں

وسبے دے روندے لوکیں کوں

ڈس عید مبارک َکیں آکھاں (۵)

جشن ہر دور میں انسانی تہذیب کا اہم حصہ رہے ہیں، خاص طور پر قومیں اپنی تاریخ کے اہم واقعات کی یاد تازہ کرنے کے لیے سالانہ جشن مناتی ہیں۔ یہ جشن بھرپور جوش و خروش اور ملی جذبے کے تحت منائے جاتے ہیں، جس سے باہمی اتفاق اور اتحاد کی فضاء برقرار رکھنے اور قومی یکجہتی کا جذبہ بیدار کرنے میں مدد ملتی ہے۔ مملکتِ خداداد پاکستان چودہ اگست کے دن آزادی سے ہمکنار ہوئی۔ آج کے دور میں ثقافتی اور سماجی پہچان کی یاد دہانی کے طور پر ڈھول ڈھمکے بجا کر اور ارد گرد سجا سنوار کر جوش و جذبے کے ساتھ یہ دن سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے۔ ہر طرف جشن کا سماں ہوتا ہے، بچے، جوان، بوڑھے سب اپنے ملک سے محبت اور اس کی حفاظت کا عہد کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ سرائیکی شعراء کرام بھی بھرپور جوش و جذبے کے ساتھ شاعری کے ذریعے حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے، جشن مناتے دکھائی دیتے ہیں۔ بقول نذیر فیض مگی:

ندھل سوچاں سخت زنجیریں

ہر دی اکھ توں وہندے نیریں

ول وی جشن منیندے پے ہیں

دیس دی لاٹ رکھیندے پے ہیں (٦)

پاکستان جغرافیائی لحاظ سے منفرد اہمیت کا حامل ہے۔ کشمیر اور سرائیکی وسیب سمیت ہر خطہ اپنی اپنی پہچان مزاج اور ثقافت کا علم بردار ہے، ہر خطے کی منفرد رسمیں، ریتیں، ثقافتی رنگ اور رہن سہن ہیں۔ سرائیکی خطہ پاکستان کے عین مرکز میں واقع ہے جس کی

نہ صرف سرحدیں تمام صوبوں سے ملتی ہیں بلکہ ثقافت، مزاج اور لسانی اشتراکات بھی ہیں۔ اپنی منفرد جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے سرائیکی لوگوں میں دین پرستی اور حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ یہ طبقہ فکر اپنی سنگت نبھانے میں بہت مشہور ہے۔ صابر چشتی سرائیکی زبان کے جہاں صاحب ادراک اور سوجھل سوچ کے مالک ادیب ہیں وہیں ان کے کلام میں اپنی دھرتی سے محبت کی سوندھی خوشبو ہلارے مارتی محسوس ہوتی ہے۔ صابر چشتی لکھتے ہیں:

بھانویں ہُندھ کراڑ عیسائی
بھانویں مسلمان
انت سبھے انسان
کیہل راݨے سید نانبھݨ
ہکے پیٹ دے نا
دھرتی سبھ دی ما
خوشیاں غمیاں مرجی سانجھے
سانجھاں دے بھئی وال
ساݙے سر دے وال (۷)

ہمارا پیارا ملک پاکستان ایک جنت نظیر ہے۔ بھرپور ثقافت، جی دار لوگ، بہادر فوج، من موہنے نظارے، پہاڑ، دریا، میدان، تھل، روہی، تھر، درخت، باغ، پھل پھول، غرض پاکستان جتنا خوبصورت دیس ہے، اسی طرح اس دھرتی نے محب وطن ادیب بھی پیدا کیے ہیں جو اس کی دل کشی بیان کرتے نہیں تھکتے۔ اس بھرپور حسن کو ایک سرائیکی شاعر خورشید قمر لاشاری اپنی بلیغ فکر اور علیم لفظوں کے ذریعے نظم "میڈا وطن" میں پہچان کراتے ہوئے کہتے ہیں:

اے چندر تارے اُبھردا سورج
صبح دی لالی حسیں نظارے
اے پھُل اناری رنگین رُتاں
گلاب چشمے سمیت سارے
تے کالے بادل ملھار سارے
اے کھمݨ کھمے تے لسکاں مارے
پہاڑ دریا تے ندی نالے
ملاح مچھیرے تے تردے تارے
بہار بھنورے تے مہکاں چہکاں
اتھاں باروتق چمن چمن ہے
خوشیاں دا پیکر عظیم عظمت
خدا دی قسم اے میݙا وطن ہے (۸)

ہمارے دیس میں ذرائع آمدن اتنی نہیں ہے جتنے مسائل، خاص کر افزائش نسل کے مراحل ترقی پاتے رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت پاکستان کی آبادی ساڑھے تین کروڑ کے لگ بھگ تھی، جو اب پچیس کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ افزائش نسل کے تیز ترین اضافے کی وجہ سے حکومت کو منصوبہ بندی کی وزارت قائم کرنی پڑی۔ ریڈیو پر موٹیویشنل مشہوریاں آنے لگیں، اخبارات میں اشتہارات آئے، ٹی وی پر کانفرنسیں اور مذاکرے کرائے گئے۔ اس اہم موضوع پر سرائیکی شاعروں نے بھی قوم کا ساتھ دیا، حکومتی پالیسیوں کو تقویت دینے کے لیے نظمیں اور گیت لکھے، اور معاشرے میں احساس و شعور جگانے کی بھرپور کوشش کی۔ سرائیکی زبان کے جگ مشہور شاعر جندوڈا مغموم اس موضوع پر لکھتے ہیں:

کنبہ چھوٹا گھر خوشحال — ماء پیو بھیݨ بھرا دے نال
عورت ہک انسان ہے عورت — گھر دی شوکت شان ہے عورت
خوشیاں دا سامان ہے عورت — تی ڈٖی زینت شان ہے عورت
تیئں انسان دی آن ہے عورت — اصل گھر دی جان ہے عورت
اللہ پاک دا دان ہے عورت — رحمت رب رحمان ہے عورت
میں آہداں ایمان ہے عورت — سارے گھر دی رہے لہے سنبھال
کنبہ چھوٹا گھر خوشحال — ماء پیو بھیݨ بھرا دے نال (۹)

ہمارا ملک پاکستان ایک ایسے خطہ عرضی میں واقع ہے، جس کے دو اطرف غیر مسلم ممالک، ایک طرف سمندر اور چوتھی طرف ایسا مسلمان ملک جُڑا ہے، جس نے ہمیشہ سے تعلق رکھا بھی ہے تو پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کے ساتھ، جس کی وجہ سے ہمارے وطن کی فوج ہر وقت ہوشیار اور چوکنا رہتی ہے۔ ہر وقت کسی نہ کسی لڑائی جھگڑے، تکرار کا دبکا لگا رہتا ہے۔ دین اور دیس کی حفاظت کے لیے جوان مردی ہی اصل مسلمانی ہے۔ ہمارا دین وطن اور اپنی املاک کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دینے کا درس دیتا ہے، اور اس جذبے کو جہاد کا نام دیا جاتا ہے۔ انفرادی طور پر جہاد کا اعلان انتشار پیدا کرتا ہے ہمارے سچے دین نے یہ ذمہ داری ریاست کے سپرد کی ہے، اس لیے شر پسند گروہوں سے ہماری افواج برسرِ پیکار ہیں۔ یہی جذبہ جگانے کے لیے بار بار قران پاک میں بھی ترغیب ملتی ہے۔ سرائیکی وسیب کے جگ مشہور شاعر جام بخت علی مسرور بھی اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں میں جہاد کا ترانہ بلند کرتے اور اپنی پاک افواج کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جا°ہُݨ آ°ئے وقت جہاد
مردِ مجاہد زندہ باد
پاکستان دا چوکیدار
دین اسلام دی اکھ دا تارا
رب اکبر دا°ول سہارا
یار انصار نبی دا پیارا
و:: کشمیر بݨ اگھریارا
پنج تن پاک دی ہئی امداد (۱۰)

دین اور ملک سے محبت سنت بھی ہے اور فرض بھی، اس بارے اللہ پاک قرآن پاک میں صاف صاف فرماتے ہیں اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی تن من دھن سر سے گھول کر دکھایا ہے۔ ہر دیس کی ایک قومی نشانی ہوتی ہے، شناختی

علامت ہوتی ہے، جسے جھنڈا کہتے ہیں۔ پاکستان کا بھی ایک خوبصورت جھنڈا ہے، جس میں چاند تارا نقش ہے۔ ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ اپنی جان کی بازی لگا کر بھی ہر صورت اس جھنڈے کو اونچار کھنا ہے۔ سرائیکی زبان کے ایک مہان ادیب دلشاد کلانچوی وطن سے محبت کا اظہار ترانے کی شکل میں اس طرح کرتے دکھائی دیتے ہیں:

سوہݨے وطن دا پیارا جھنڈا
ساݙیاں اکھیں دا تارا جھنڈا
چندر وی سونہڑاں تارا سونہڑاں
سوݨ ہے چیتر نظارا سونہڑاں
ہے سارے دا سارا سونہڑاں
ا°مدے مٹھا پیارا سونہڑاں
سونہڑیں وطن دا پیارا جھنڈا (۱۱)

وطن پرستی کسی ایک آدمی کا فرض نہیں، اس کام کے لیے اجتماعی وسیبی کوشش اور اجتماعی غیرت کا ہونا ضروری ہے۔ سچ کہتے ہیں کہ ایک ایک ہوتا ہے اور دو گیارہ، جنگی محاذ پر جہاں پاکستانی افواج ہمیشہ سینہ سپر رہی ہیں وہیں ان کے ساتھ ساتھ عوام بھی قدم سے قدم ملا کر چلی ہے۔ ہمارے شاعر ترانے لکھ کر اور گلوکاروں انہیں گا کر محاذ پر اپنے جوانوں کا خون گرماتے رہے ہیں۔ سرائیکی زبان کے شعراء بھی اس میدانِ ادب میں کسی سے پیچھے نہیں رہے، جانباز جتوئی بھی انہیں شعراء میں شامل ہیں جو ریڈیو پر جذبہ حب الوطنی سے بھرپور کلام پڑھ پڑھ کر قوم کا لہو گرماتے رہے ہیں۔ جانباز جیسے وطن پرست کا اپنی قوم کے لیے لکھا ترانہ پڑھیں جو ہمارے جوش بڑھا دیتا ہے:

سکون راحت قرار یارو — وطن ہے دل دی بہار یارو
ہے زیب و زینت وطن اساݙی — وطن ہے من دا سنگھار یارو
وطن اساݙی ہے شان و شوکت — وطن ساݙا قرار یارو
وطن دی روہی دے ݙیکھ منظر — ملہار °ماندی ملہار یارو
وطن میݙے دے پہاڑ اُچے — تے چشمے ٹھڈڑے تے ٹھار یارو
وطن دی خاطر جانباز بنڑوں — جو سِکے والی دیوار یارو (۱۲)

پاکستانی قوم کی ایک بڑی خوبی اتحاد و یگانگت ہے۔ آپس میں لڑائی جھگڑے بھلے ہوں جب مشکل وقت آتا ہے یا جنگ کا وقت آتا ہے تو سب سیاسی، مذہبی لوگ ایک مٹھی ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں۔ اپنی فوج کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جاتے ہیں، اس قومی اتحاد پر حفیظ طاہر کا ترانہ بھی ہمارے قومی ادب اور اتفاق کے بنیادی روح بن کر سامنے آتا ہے:

نظیر جنت وطن اساݙا — وطن اساݙا چمن اساݙا
اے دین حق دا پیامبر ہے — بہادری وچ وی نامور ہے
کمال کوہ و دمن اساݙا — ہے کیکوں جرات جو آ کھِڑاوے
جے پاوے پنگا تاں منہ دی کھاوے — ہے معترف کُل زمن اساݙا (۱۳)

ایک ادیب شاعر یا پاکستانی اپنے دیس کی خاطر جہاں تن من دھن لگا دیتا ہے، وہیں وہ دن رات دعائیں بھی مانگتا ہے، کہ اللہ میرے ملک کی حفاظت فرمائے، اس جھنڈے کو سربلند رکھے۔ شاہد عالم لشاری انہی سچاک شعراء میں سے ہیں جن کو وطن پرستی پر مان

ہے۔ سرائیکی ادب میں اپنی معتبر سوچ کی وجہ سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی سوچ کا ویورا کرنے کے لیے ان کی شاعری کا جائزہ لینا بہت ضروری ہے۔ ان کی نظم "میڈا دیس" دیکھیں:

مولا سوہݨا دیس میڈے کوں
محشر توڑیں قائم رکھیں
ایندا جھنڈا اُچا رکھیں
ایندے دریا نکیاں نگیاں دھرتیاں کوں رَ پاݨی ڈیون
ایندے صحرا سوکھے راہون ساوے راہون
مولا میڈے دیس دے اندر خوشیاں ہوون میلے ہوون (۱۴)

قومی ادب کا تخلیق کرنا ایک بڑا عمل ہے، لیکن اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اس سے بھی بڑھ کر شان شوکت والا عمل ہے۔ ادیب، شعراء اور عوام و خاص کے لیے ملک کی بنیاد اور مقاصد کو سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ سرائیکی قومی ادب کے حوالے سے پروفیسر دلشاد کلانچوی لکھتے ہیں:

"قومی ادب کوں کنڈ پچھوں سٹݨ والے بھرا آفاقی ادب دیاں ڳالھیں کریندن بلکہ قومی ادب کوں آفاقی ادب کنوں انج یا اوندا مخالف سمجھݨ دی غلطی چا کریندن، حالانکہ آفاقی ادب آفاقی ہووݨ دے باوجود کہیں ملک دی قوم دی طرفوں ہی پیش کیتا ڳیا ہوندے۔ ایں لحاظ نال اوہو آفاقی ادب وی ہوندے تے اوہو اوں قوم دا مذاق، مزاج تے ثقافت دا نمائندہ"(۱۵)

وہ قومی ادب ہمیشہ اس قوم کے مجموعی ثقافتی ضرورتوں کا ترجمان ہوتا ہے جو کسی قوم کی اجتماعی فلاح و بہبود کے عالمی اور دینی وقار کا حامل ہوتا ہے۔ ادب کی تخلیق کسی بھی ادیب، شاعر یا فن کار کی ذاتی ضرورتوں کا علمبردار اور قومی بقا کی شان و شوکت کے معیار اور تقاضوں کا پابند ہوتا ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے، اس پر ہمیشہ ملکی اور دینی نظریات سے انجان لوگوں کا اثر و رسوخ رہا ہے۔ کچھ ہمارے اپنے ادیبوں اور شاعروں کی کوتاہی ہے، جو عوام میں اپنی وجہ تخلیق اور ملکی وجہ قیام کو سمجھنے میں سستی کر جاتے ہیں، پر اس ذمہ داری کو کچھ عقیل اور بلیغ لوگ اپنے ہمت کے مطابق جاری رکھے ہوئے ہیں۔ سرکاری سطح پر موجود ایلیٹ طبقے کو چاہیے کہ انفرادی اور علاقائی مفادات کی خاطر لکھت پڑھت سے بڑھ کر قومی سلامتی کو نسل کے راستے ایک ایسی پالیسی بنائیں جو تخلیق کاروں کے اظہار اور لب و لہجے کو پابند کرنے کی بجائے قومی ادب کے دھارے میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ وہ طے شدہ قومی ادبی تقاضوں کے مطابق ادب تخلیق کر سکیں۔ اس حوالے سے قومی اور ادبی ایوارڈز ذاتی جان پہچان اور مادہ پرست طبقے سے ہٹ کر قرار واقعی لکھاریوں اور لکھتوں میں سرکاری سطح پر دیے جائیں۔ ادبی مقابلے کرائے جائیں تاکہ ان لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔

حوالہ جات

۱۔ حفیظ طاہر، پنڈ، ملتان، جھوک پبلشرز، ۲۰۲۰ء، ص:۳۸

۲۔ غلام حیدر یتیم جتوئی، دُرِ یتیم، ملتان، سرائیکی اکیڈمی، س۔ن، ص:۲۲۸

۳۔ مدثر بھارا، نوبت، ملتان، دستک پبلی کیشنز، ۲۰۲۳ء، ص:۲۷

۴۔ محمد ریاض خاکوانی، یاداں، بہاول پور، سرائیکی ادبی مجلس، ۲۰۰۷ء، ص:۲۰۲

۵۔ شباب بلوچ، سُرت، ملتان، جھوک پبلشرز، ۲۰۲۲ء، ص:۱۳۴

۶۔ نذیر فیض مگی، ہنج دا فیض۔ ملتان، جھوک پبلشرز، ۲۰۱۷ء، ص:۱۴۴

۷۔ صابر چشتی، جیون اُتم جوگ، ملتان، ملتان انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ، ۲۰۰۹ء، ص:۳۳

۸۔ خورشید قمر لاشاری، روہی ریت سمندر، ملتان، جھوک پبلشرز، ۲۰۰۸ء، ص:۹۴

۹۔ جند وڈہ مغموم، اکھا بُھلا، ملتان، جھوک پبلشرز، ۱۹۹۸ء، ص:۲۷

۱۰۔ جام بخت علی مسرور، آساں دے پُھل، ملتان، روحانی پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۱ء، ۱۴۰

۱۱۔ دلشاد کلانچوی، سرائیکی ادب دے مہاندرے شاعر، بہاول پور، اکادمی سرائیکی ادب، ۱۹۹۲ء، ص:۴۹

۱۲۔ جانباز جتوئی، تنواراں، بہاول پور، سرائیکی ادبی مجلس، ۱۹۸۵ء، ص:۵۹

۱۳۔ حفیظ طاہر، قلمی نسخہ، ص:۷۳

۱۴۔ شاہد عالم شاہد، چندر درسال تے، احمد پور شرقیہ، سرائیکی انسٹی ٹیوٹ آف لینگویج آرٹ اینڈ کلچر، ۲۰۲۱ء، ص:۵۹

۱۵۔ دلشاد کلانچوی، سرائیکی ادب دی چنگیر، بہاول پور، سرائیکی ادبی مجلس، ۱۹۹۶ء، ص:۲۰

References in Roman Script:

1. Hafeez Tahir, Pand, Multan, Jhuk Publishers, 2020, p. 38
2. Ghulam Haider Yateem Jatoi, Dur-e-Yateem, Multan, Saraiki Academy, s.n., p. 228
3. Mudasar Bhara, Nobat, Multan, Dastak Publications, 2023, p. 27
4. Muhammad Riaz Khakwani, Yaadan, Bahawalpur, Saraiki Adabi Majlis, 2007, p. 202
5. Shabab Baloch, Surat, Multan, Jhuk Publishers, 2022, p. 134
6. Nazir Faiz Magi, Hanj Da Faiz, Multan, Jhuk Publishers, 2017, p. 144
7. Sabir Chishti, Jeevan Utam Jog, Multan, Multan Institute of Policy and Research, 2009, p. 33
8. Khursheed Qamar Lashari, Rohi Reet Samandar, Multan, Jhuk Publishers, 2008, p. 94
9. Jand Wadda Maghmoom, Akha Phulla, Multan, Jhuk Publishers, 1998, p. 27
10. Jam Bakht Ali Masroor, Asan De Phul, Multan, Rohani Printing Press, 1991, p. 140
11. Dilshad Kalanchvi, Saraiki Adab De Mahandray Shair, Bahawalpur, Academy Saraiki Adab,1992, p. 49
12. Janbaz Jatoi, Tanwaran, Bahawalpur, Saraiki Adabi Majlis, 1985, p. 59
13. Hafeez Tahir, Qalami Nuskha, p. 73
14. Shahid Alam Shahid, Chandar Darsaal Te, Ahmadpur Sharqia, Saraiki Institute of Language, Art and Culture, 2021, p. 59
15. Dilshad Kalanchvi, Saraiki Adab Di Changeer, Bahawalpur, Saraiki Adabi Majlis, 1996, p. 20